فضائل و مسائلِ
قربانی
قربانی کا لغوی و شرعی مفہوم 5
قربانی کی تاریخی حثیت 8
فلسفۂ قربانی 12
قبولیتِ قربانی کا معیار 14
عقیقہ کا بیان 19
قربانی سے متعلق اہم مسائل 20
قربانی کا سنت طریقہ 26
قربانی کے گوشت کا مصرف 27
قربانی کی استطاعت نہ رکھنے والے کے لیے حکم 30
قربانی کے بدلہ میں صدقہ و خیرات کرنا کیسا ہے؟ 32
تکبیر تشریق 36
نمازِ عید پڑھنے کا طریقہ 38
نمازِ عید کے بعد گلے ملنے کا بیان 39
بفیضانِ نظر پیر طریقت محی السنۃ
الشیخ محمد محسن منور یوسفی دامت برکاتہم عالیہ

علماء اہلسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں
https://t.me/tehqiqat
گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لئے
https://
archive.org/details/
@zohaibhasanattari

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

فضائل ومسائلِ قربانی

(مواعظ محسنیہ سلسلہ نمبر 3)

بفیضانِ نظر

محی السنۃ پیر طریقت الشیخ محمد محسن منور یوسفی دامت برکاتہم عالیہ

محسنِ اعظم ریسرچ انسٹیٹیوٹ
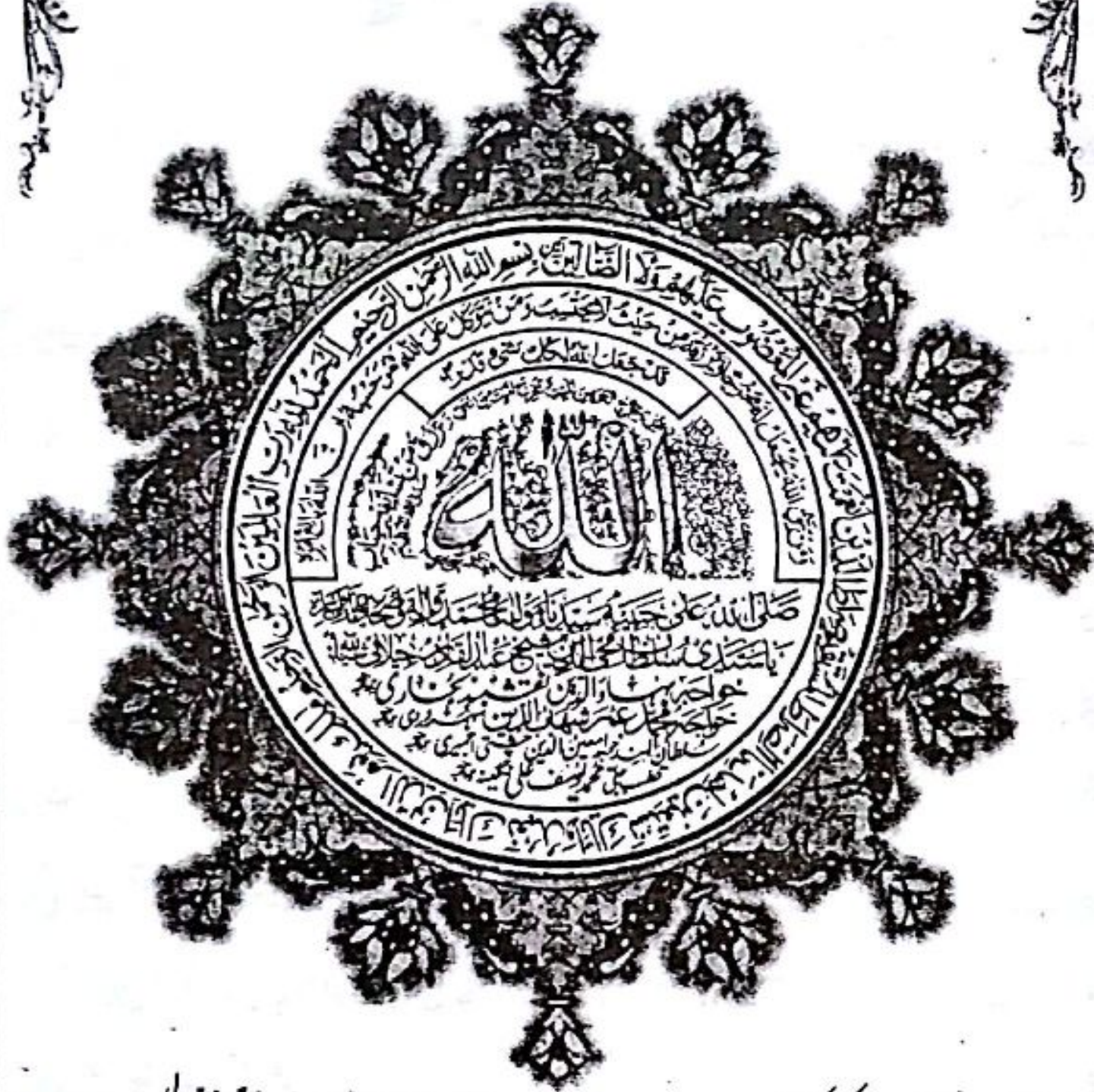
عنوان: فضائل و مسائل قربانی

(مواعظ محسنیہ سلسلہ نمبر 3)

بفیضانِ نظر: پیر طریقت محی السنۃ الشیخ محمد محسن منور یوسفی دامت برکاتہم عالیہ

مرتبین: پیر طریقت احمد محسن محسنی، پیر طریقت محمد بن محسن محسنی حفظہما اللہ

حسنِ ترتیب: پیر طریقت محمد عقاص محسنی (ایم۔اے سیاسیات، ایم۔اے ہسٹری)

پروف ریڈنگ: پیر طریقت محمد مدثر علی محسنی (ایم۔اے اسلامیات)

تاریخ اشاعت: اکتوبر 2013

تعداد: پچیس سو (۲۵۰۰)

ہدیہ: ۳۰ روپے

پیشکش: محسنِ اعظم ریسرچ انسٹیٹیوٹ

پبلیشر: **مکتبہ المحسن**

آفس #500، بلاک B، محمد علی جوہر ٹاؤن لاہور، پاکستان۔

Office.500, Block B, Johar Town Lahore Pakistan.
Ph#042-35179201~2 Mobile:03344189346...03008807605

shaikhmohsinyousafi

فہرست

قربانی کا لغوی و شرعی مفہوم

قربانی کا لفظ قربان سے نکلا ہے عربی زبان میں قربان اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے۔ چنانچہ ابو السعود اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

القربان اسم لما یتقرب به الی اللہ تعالیٰ من نسك او صدقة[1]

یعنی قربانی ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل کیا جائے خواہ وہ ذبیحہ ہو یا صدقہ و خیرات۔

المفردات میں امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو بکر جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ احکام القرآن میں لکھتے ہیں:۔

والقربان ما یقصد به القرب من رحمة اللہ تعالیٰ من اعمال البر[2]

یعنی قربان ہر اس نیک کام کو کہا جاتا ہے جس سے مقصد اللہ کی رحمت سے قرب حاصل کرنا ہو۔

1تفسیر، ابو السعود، ج:۲، ص:۲۰
2احکام القرآن، جصاص حنفی، ج:۲، ص:۳۸۷

البتہ عرف عام میں جب یہ لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے عموماً جانور کا ذبیحہ مراد ہوتا ہے۔ لیکن شریعت کی اصطلاح میں قربانی اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کو انسان اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے خرچ کرتا ہے، خواہ وہ کوئی حیوان ہو یا کوئی اور چیز۔

قربانی کی فضلیت

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربانیاں کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ہمارے لیے کیا ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا: ہر بال کے مقابلے میں نیکی ہے لوگوں نے عرض کیا اور کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ اُون کے ہر بال کے بدلے نیکی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اُٹھ اور اپنی قربانی کے پاس کھڑی ہو جا یقیناً قربانی کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی تمہارے گذشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے گوشت اور خون کے ساتھ حاضر کیا جائے گا اور اس کو ستر گنا بڑھا کر تمہارے ترازو میں رکھا جائے گا۔

طبرانی شریف میں حدیث مبارکہ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو روپیہ عید کے دن قربانی میں خرچ کیا گیا اس سے زیادہ کوئی روپیہ پیارا نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ "اپنی قربانیوں کے لئے عمدہ جانور تلاش کرو کیونکہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گے۔"[3]

قربانی نہ کرنے پر تنبیہ

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو وسعت و استطاعت قربانی کی ہو۔ پھر وہ قربانی نہ کرے، تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔[4]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص طاقت رکھتے ہوئے قربانی نہ کرے وہ ہماری صف سے دور رہے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔

3دیلمی، فردوس الاخبار، 1 : 119، رقم : 267
4ابن ماجہ

قربانی کی تاریخی حثیت

قرآنِ پاک میں اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے:۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝۲ [5] تم اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر دو قسم کی عبادات لازم کی ہیں۔

(۱) بدنی عبادات جیسے نماز روزہ۔ (۲) مالی عبادات جیسے، زکوۃ، قربانی وغیرہ

قربانی مالی عبادت ہے۔ اسلام میں قربانی کا تصور نیا نہیں ہے بلکہ جب آدم علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائے اور دنیا آباد ہوئی تو سب سے پہلی قربانی حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کی تھی، ہابیل نے ایک مینڈھے کی قربانی پیش کی اور قابیل نے اپنے کھیت کی پیداوار سے کچھ غلہ وغیرہ صدقہ کرکے قربانی پیش کی۔ ہابیل کی قربانی منظور ہو گئی اور قابیل کی نامنظور، جس کا ذکر قرآن پاک میں یوں ہوا ہے:۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝۲۷ [6]

5. الکوثر، ۲
6.المائدہ، ۲۷

"اور انہیں پڑھ کر سناؤ آدم کے دو بیٹوں کی سچی خبر جب دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی بولا قسم ہے میں تجھے قتل کر دوں گا کہا اللہ اسی سے قبول کرتا ہے، جو پرہیز گاروں میں سے ہو۔"

اِس قربانی کا پس منظر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ازدواجی رشتہ کے سلسلہ میں حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کے درمیان اختلاف پیدا ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے یہ فیصلہ فرمایا کہ تم دونوں اپنی اپنی قربانی اللہ کی بارگاہ میں پیش کرو۔ جس کی قربانی منظور ہو جائے وہ حسبِ منشا شادی کر لے۔ اسلام سے پہلے قربانی کی قبولیت کا یہ الہامی دستور تھا کہ نذر و قربانی کی چیز کسی بلند جگہ پر رکھ دی جاتی اور آسمان سے سفید رنگ کی آگ نمودار ہو کر اسے جلا دیتی۔ اس قانون کے مطابق ہابیل نے اپنے ریوڑ سے ایک بہترین دنبہ خدا تعالیٰ کی نذر کیا اور قابیل نے اپنی کھیتی کے غلے میں سے ردی قسم کا غلہ قربانی کے لیے پیش کیا۔ حسب معمول آگ نے آکر ہابیل کی نذر کو جلا دیا۔ اس طرح قبولیت کا شرف اس کے حصے میں آیا۔ قابیل اپنی اس توہین اور ناکامی کو برداشت نہ کر سکا اور غیظ و غضب میں آکر ہابیل سے کہا:۔ قسم ہے میں تجھے قتل کر ڈالوں گا، ہابیل نے جواب دیا(تو بلاوجہ) ناراض ہوتا ہے اے بھائی جان! تیری جو مرضی آئے وہ کر، رہا قربانی کا معاملہ تو وہ خدا کی جناب میں نیک نیت ہی کی نذر قبول ہوتی ہے۔ وہاں بدنیت کی نہ دھمکی کام آسکتی ہے نہ بے وجہ غم و غصہ، قابیل پر اس

نصیحت کا الٹا اثر ہوا۔ اس نے غصے سے مشتعل ہو کر اپنے چھوٹے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا۔[7]

اس واقعہ کے بعد جانوروں کی قربانی کا دستور جاری ہو گیا اور آج دنیا کے تمام مشہور مذاہب میں اس کا رواج پایا جاتا ہے۔ چنانچہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح اللہ پاک نے پیغمبر اسلام احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھی اپنے حضور قربانی پیش کرنے کا خصوصی حکم فرمایا۔

ارشاد ہوتا ہے:۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۶۳﴾ [8]

تم فرماؤ بیشک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو رب سارے جہان کا اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

سورۂ کوثر میں خاص طور پر قربانی کا حکم یوں دیا گیا ہے: اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ ﴿۲﴾ [9]

---

7 البدایہ والنہایہ
8 الانعام، ۱۶۲-۱۶۳
9 الکوثر، ۲،۳

اے محبوب ! بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

یہاں یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ قربانی کا حکم تمام اُمت کے لیے ہے نہ کہ صرف اُن حضرات کے لیے ہے جو فریضہ حج کی سعادت حاصل کرتے ہیں کیونکہ یہ آیات اس وقت نازل ہوئیں جبکہ نہ مکہ مکرمہ فتح ہوا تھا اور نہ ہی حج اور نہ ہی اس کے مناسک فرض کئے گئے تھے، قربانی روئے زمین پر بسنے والے تمام صاحب حیثیت مسلمانوں پر واجب ہے۔ فریضہ حج کی طرح اس میں کسی جگہ اور مکان کی تخصیص نہیں۔اور ہم جو عید قربان کے دنوں میں قربانی بارگاہِ الٰہی میں پیش کرتے ہیں یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پاکیزہ یادگار ہے۔چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب اس قربانی کی حقیقت کے متعلق بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا تو حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

یہ قربانی تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔یعنی عید الاضحیٰ کی یہ قربانی دنیا کے اس عظیم الشان تاریخی واقعہ کی یادگار ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے اکلوتے معصوم بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نازک گردن پر اپنے ہاتھ سے چھری چلانے کے لیے پوری طرح آمادہ ہو گئے تھے۔

قربانی ایسی عبادت ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر حضور سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانے کی شریعت میں جاری ہے قرآن فرماتا ہے:

وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ[10]

"اور ہر امت کے لیے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی کہ اللہ کا نام لیں اس کے دیئے ہوئے بے زبان چوپایوں پر"

وَ الْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ[11]

"اور قربانی کے ڈیل دار جانور اور اونٹ اور گائے ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں سے کیے تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے تو ان پر اللہ کا نام لو۔"

فلسفہ قربانی

اسلام کے تہوار محض خوشی یا تفریح کے لیے نہیں بلکہ اس کے پس منظر حقائق اور تہہ میں ایک وسیع پیغام پوشیدہ ہوتا ہے، جس پر عمل کرنے سے ہی در حقیقت اس عید اور تہوار کی اصل روح واضح ہوتی ہے، اگر اس کے پیغام کو زندگی کا اصل مقصد نہ بنایا جائے تو وہ تہوار یا دن اپنی اصل شکل کھو دے گا، اب اسے اسلامی عید اور تہوار کا نام

---

10 الحج، ۳۴
11 الحج، ۳۶

نہیں دیا جاسکتا ہے بلکہ وہ محض ایک رسم کہلائے گی جس کے ادا کرنے کا رواج سارے عالم اور تمام اقوام میں ہے۔ مگر اسلام رسم و رواج کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا اور نہ ہی اس کی انجام دہی پر کوئی اجر و ثواب رکھا گیا ہے، اسلامی شریعت نے خوشی اور غم کے مواقع پر عام رسم و رواج اور دنیوی طریقوں سے ہٹ کر ایک نیا رخ دیا ہے، جس کا سرا ربِ کائنات سے ملتا ہے اور یہی اسلام کی اسپرٹ ہے، اسے حاصل کرنا اور زندگی کے دھارے کو اس پر لگا دینا ہر مسلمان کا اولین مقصد ہونا چاہئے، جو لوگ خوشی کے موقعوں پر خوشی منا لینے اور غم کے موقعوں پر اظہارِ غم کو ہی کافی سمجھتے ہیں اور اسی میں مگن رہتے ہیں، درحقیقت وہ مزاجِ شریعت سے ناواقف ہیں یا دانستہ طور پر اسلامی تعلیمات سے پہلو تہی کر رہے ہیں، جو جرم اور عظیم گناہ کا باعث ہے۔ اس تناظر میں عید الاضحیٰ جو اسلام کے دو تہواروں میں سے ایک اہم تہوار ہے، اس پر غور کرنا چاہئے اور اس کے مختلف گوشوں سے ملنے والے پیغام اور سبق کو اپنی زندگی میں داخل کرنا چاہیئے، شب و روز اگر اس پیغام کے سانچے میں ڈھال لئے گئے تو عید قرباں پر حقیقی عمل اور اس کی صحیح قدردانی ہوگی اور اس سے فلاح آخرت کی امید کی جا سکے گی۔ قربانی کے فلسفے پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ قربانی محض ایک عبادت نہیں بلکہ یہ ہمیں ایثار و محبت اور ادب کے ایک عظیم الشان واقعے کی یاد بھی دلاتی ہے جس میں خلیل اللہ اور ذبیح اللہ نے آنے والوں کے لیے ایک عظیم مثال قائم کی اور

اللہ پاک نے اُن کی اس ادا کے صدقے اُمت مسلمہ کو قربانی کی سعادت سے نوازا۔ قربانی کے فلسفے کو علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ بڑے خوبصورت انداز میں بیان فرماتے ہیں:۔

غریب و سادہ و رنگین ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی ہے حسین اور ابتدا اسماعیل

غور کریں تو حقیقت یہی ہے جس قربانی کی ابتدا حضور ﷺ کے جدِ امجد سیّدنا حضرت ابرہیم علیہ السلام نے کی تھی اُس کو مکمل حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کیا۔ چنانچہ اسلامی سال کے مہینوں پر نظر ڈالیں تو پہلا مہینہ یعنی محرم بھی اور آخری مہینہ یعنی ذوالحجہ بھی قربانی کا مہینہ ہے یعنی جیسے مسلمانوں کو ابتدائے سال سے انتہائے سال تک صبر و رضا اور جذبہ ایثار کا درس دیا گیا ہو۔

قبولیتِ قربانی کا معیار

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ [12]

12 الحج، ۳۷

اللہ تعالیٰ کو ہر گز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون ، ہاں تمہاری پرہیز گاری اس تک باریاب ہوتی ہے۔

یعنی قربانی کرنے والے صرف نیت کے اخلاص اور شرطِ تقویٰ کی رعایت سے اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکتے ہیں۔13

سورۂ انعام میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ [14]

”تم فرماؤ بیشک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو رب سارے جہان کا“

قربانی کی قبولیت کا دارومدار اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں حسنِ نیت اور صدق و اخلاص پر ہے صدق و اخلاص کی بنا پر کیا ہوا عمل قلیل ہی کیوں نہ ہو انسان کا درجہ بلند تر کر دیتا ہے اسی طرح عمل اگر اخلاص اور للّٰہیت سے خالی ہو تو اللہ کی بارگاہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ مثلاً اگر کوئی شخص دیکھاوے کی نیت سے مہنگے صحت مند یا بڑی جسامت کے جانور یا کثرت سے جانور خریدے تاکہ لوگ متاثر ہوں تو اس کا یہ عمل ریاکاری کے ضمن میں آئے گا۔ عین ممکن ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں وہ نادار آدمی بڑا ہو

13خزائن العرفان
14.الانعام، 6 : 162

جس میں قربانی کرنے کی سکت بھی نہیں لیکن اس کا دل چاہ رہا ہو کہ میرے پاس دولت ہوتی تو میں خدا کی رضا کے لئے قربانی کرتا۔ وہ قربانی نہ کر سکے لیکن اس کو اللہ کی بارگاہ میں وہ اجر مل جائے جو ریاکاری کی قربانی کرنے والے کو کبھی میسر نہ ہو۔

قبولیت کا دارومدار تعداد یا مقدار پر نہیں بلکہ حسنِ نیت اور اخلاص پر ہوتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی شاہ عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ صدقہ و خیرات کرتے اور حضور نبی اکرم ﷺ کے میلاد شریف کے موقع پر عالی شان کھانا پکوا کر تقسیم فرماتے لیکن ایک سال ایسا بھی آیا کہ اُن کے پاس اتنے پیسے نہ تھے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے میلاد کی خوشی میں کچھ تقسیم کر سکیں اُنہوں نے تھوڑے سے چنے لے کر حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں تقسیم کر دیئے لیکن دل میں خلش تھی کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ولادت کے موقع پر پہلے جیسا اہتمام نہ کر سکے۔ خدا جانے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں یہ ہدیہ قبول ہوا ہو گا یا نہیں۔ رات کو سرکارِ دو عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو دیکھا حضور ﷺ کے سامنے وہی بھُنے ہوئے چنے رکھے ہیں اور آپ بہت شاد ہو کر تناول فرما رہے ہیں۔ اسی طرح قربانی کا قبول ہونا اس بنیاد پر منحصر ہے کہ قربانی کس نیت سے دی جارہی ہے۔

قربانی کے اخلاقی، معاشی اور سیاسی فوائد

مال کو صحیح مصرف میں خرچ کرنے سے انسانی طبیعت سے بخل جیسی بری عادت دور ہو جاتی ہے۔ بخل انسان کو ظلم و حق تلفی، والدین کی بے عزتی، بے خوفی جیسے خلافِ انسانیت اوصاف کی طرف مائل کر دیتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات اس کو ہلاکت تک بھی پہنچا دیتا ہے۔ بخیل کو خود اپنے اوپر رحم آتا ہے نہ دوسروں پر۔ جب بخیل کے یہ ناپاک اوصاف دوسرے لوگ دیکھتے ہیں تو وہ اس کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ اس کا کوئی وقار نہیں رہتا۔ دنیا میں بھی ذلیل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھی دور ہو جاتا ہے۔

قربانی کے عمدہ جانور خریدنے میں کافی مال خرچ کرنا پڑتا ہے مستحقین پر اس کا گوشت تقسیم کرکے قومی ہمدردی اور فقراء نوازی ہوتی ہے۔ جن کو گوشت وغیرہ کا کوئی ہدیہ دیا جاتا ہے وہ اس کے دعا گو ہمدرد اور احسان مند ہو کر دل سے اس کی ترقی چاہتے ہیں اور آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے:۔

آپس میں ہدیہ اور تحفہ دیا کرو۔ تاکہ تم میں محبت زیادہ ہو اور آپس کی محبت سے قومی نظام مستحکم ہوتا ہے۔ جس قوم میں آپس میں محبت و ہمدردی نہ ہو وہ عزت کی زندگی نہیں گزار سکتی نہ اس کا قومی نظام مکمل ہوتا ہے۔ لہٰذا اسلام نے قربانی کے ذریعے آپس میں محبت و ہمدردی و قومی تنظیم کا بہترین سبق دیا ہے۔

قربانی کے لیے عمدہ جانور درکار ہوتے ہیں۔ جانوروں کی تجارت سے قوم کی ایک جماعت فائدے حاصل کرتی ہے۔ قربانی کے عمدہ جانوروں کو لوگ خوشی سے اچھی قیمت سے خریدتے ہیں۔ کچھ لوگ ان کی کھال اور اُون وغیرہ کی تجارت سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح قوم کے بہت سے لوگ مالدار بن جاتے ہیں۔ قربانی کرنے والے تو پیشتر سے مالدار ہوتے ہی ہیں۔

فقراء پر قربانی واجب ہی نہیں اور جماعتی خوشحالی افراد کی خوشحالی سے ہی ہو سکتی ہے۔ مالدار قوم ہمیشہ باعزت زندگی بسر کرتی ہے۔ بلکہ دینی و دنیوی ہر قسم کی ترقی مال کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔ جہاد، حج، مساجد، مدارس وغیرہ کی تعمیر، یتیموں، مساکینوں اور فقیروں کی خبر گیری مال پر ہی موقوف ہے۔ لہٰذا اسلام نے قربانی کے ذریعہ نظامِ قومی کو مستحکم بنانے کا سبق دیا ہے۔

اسلام نے اپنی قربانی کو خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے کو افضل بتایا ہے۔ اگر اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا جانتا ہے تو اس کے پاس موجود رہے اور اپنے بچوں کو بھی پاس کھڑا کرلے تاکہ ہر شخص کا دل قوی رہے۔ خون دیکھ کر خوف نہ کھائے، اور جس طرح یہ جانور قربانی کیا ہے، اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار رہے، خود ذبح کرنے یا ذبح ہوتے دیکھنے سے شجاعت و ہمت و مردانگی پیدا ہوتی ہے۔ بعض کمزور دل پہلی مرتبہ ڈرتے ہیں۔ پھر وہ عادی ہو جاتے ہیں اور ان کا دل مضبوط ہو جاتا ہے۔ قومی زندگی کے لیے

بہادری و مردانگی کی سخت ضرورت ہے تاکہ دشمنوں کا مقابلہ ہر ممکن طریقہ سے کیا جاسکے۔ بزدل قوم کو دنیا میں عزت کے ساتھ رہنے کا کوئی حق نہیں۔

ذلت کی زندگی سے مر جانا بہتر ہے اور گوشت کی تجارت کرنے والی قومیں ہمیشہ جنگ میں سب سے آگے دیکھی جاتی ہیں۔ لہذا اسلام نے اپنے پیروکاروں کو قربانی کے ذریعہ مجاہدانہ جذبہ کو باقی رکھنے کی مشق کا سبق دیا ہے اور اپنے حلقہ بگوشوں کو سپاہیانہ زندگی کی تعلیم دی ہے۔

عقیقہ کا بیان

بچہ پیدا ہونے کے بعد اس کے دونوں کانوں میں اذان کہنا مستحب ہے۔ اس سے بچہ شیاطین کے اثرات سے محفوظ رہتا ہے۔ بچہ پیدا ہونے کے ساتویں دن اگر نہ کر سکے تو چودھویں یا اسی حساب سے کسی دن لڑکے کی طرف سے دو بکرے، بکری، لڑکی کی طرف سے ایک بکرا وغیرہ بطور شکریہ کے ذبح کرنا مستحب ہے اور اسی دن بچہ کے بال منڈوانا اور نام رکھنا بھی مستحب ہے۔ بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کرنا بہتر ہے عقیقہ کا گوشت بچہ کے والدین بھی کھا سکتے ہیں اور جس کو چاہیں کھلا سکتے ہیں۔ قربانی کے حصوں میں سے عقیقہ کے لیے بھی حصہ رکھا جا سکتا ہے۔

و کذالک ان اراده بعضهم العقیقه عن ولد ولدله من قبل.[15]

"اسی طرح اگر قربانی کے حصوں میں بعض افراد عقیقہ کا ارادہ کرلیں تو جائز ہے۔"

عقیقہ کے لئے مستحب وقت ساتواں دن ہے۔ لیکن عمر بھی میں کسی وقت بھی کر سکتے ہیں۔

نوٹ: جن جانوروں کی قربانی جائز ہے وہ عقیقہ میں بھی ذبح ہو سکتے ہیں خواہ نر ہوں یا مادہ سب جائز ہیں۔ عقیقہ کے جانور کی ہڈیاں نہ توڑی جائیں۔ بلکہ جوڑ جوڑ علیحدہ کر لیے جائیں۔ اس میں نیک فال ہے۔ جو دعا قربانی کرتے وقت پڑھی جاتی ہے وہ پڑھنے کے بعد یہ دعا عقیقہ کی پڑھ کر ذبح کرنا چاہیے۔

اللهم هذا عقيقه ابن فلان دمهابدمه ولحمها بلحمه عظمها بعظمه وشعرها بالشعرة وجلدو عصبها بغصبه

15 فتاویٰ عالمگیریہ، 5 : 304

قربانی سے متعلق اہم مسائل

مسئلہ: قربانی کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ ذی الحجہ کا چاند ہونے کے بعد سے ۱۰ تاریخ تک حجامت نہ بنوائے، ناخن نہ تراشے، ہر مسلمان پر مستحب ہے کہ عید قربان میں نماز عید سے پیشتر کچھ نہ کھائے، نماز کے بعد کھائے۔ **مسئلہ**: عیدالاضحیٰ میں راستہ میں بلند آواز سے تکبیریں کہتا ہوا جائے **مسئلہ**: ۹ تاریخ کو فجر کے بعد سے ہر جماعت مسنونہ کے بعد تکبیر پڑھنا واجب ہے خواہ وہ جماعت جنگل میں ہو یا گاؤں میں یا شہر میں بلند آواز سے ۱۳ تاریخ کی عصر کے بعد تک۔ **مسئلہ**: جس شخص کو وسعت ہو وہ اپنے ماں باپ اور استاد اور دیگر بزرگانِ دین خصوصاً حضور سیّد المرسلین ﷺ کے لیے ایک قربانی علیحدہ کرے۔ کہ اس میں ثواب عظیم کے علاوہ سرکار دوعالم ﷺ کی رضامندی اور آپ کی سنت کا اتباع ہے۔ کیونکہ خود سرکار ﷺ اپنی طرف سے قربانی فرماتے تھے تو اپنی امت کے لیے بھی قربانی فرماتے تھے۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے دو مینڈھے ذبح فرمائے اور فرمایا یہ ایک میری طرف ہے۔ اور دوسرا میری امت کی طرف سے ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی اپنی بیوی یا بیٹے یا دوست وغیرہ کی طرف سے ان کی اجازت کے بغیر قربانی کر دے تو یہ ان کی طرف سے کافی نہ ہوگی۔ بلکہ ان کے ذمہ پر واجب رہے گی۔ جو کسی کی طرف سے قربانی کرنا چاہے اسکو پہلے اجازت لینا ضروری ہے۔ **مسئلہ**: اگر کسی نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا یا پالا پھر وہ بھاگ گیا یا چوری ہو گیا۔ یا کسی جانور نے پھاڑ ڈالا تو اگر وہ صاحب نصاب ہے جس پر قربانی واجب ہوتی ہے تو اس کو دوسرا جانور خرید کر قربانی کرنا واجب ہے اور اگر قربانی سے پیشتر پہلا مل گیا وہ دونوں میں جس کی چاہے قربانی کر دے۔ اور اگر دوسرے کی قربانی کے بعد ملا تو قربانی ہو گئی۔ پہلے والے کو بیچے یا رکھے یا جو چاہے کرے اور اگر کسی فقیر یعنی جس پر قربانی واجب نہ ہو۔ اس کا جانور تھا تو اگر قربانی کی تاریخوں کے اندر واپس مل جائے تو اس کی ہی قربانی کرنا لازم ہے اگر نہ ملے تو کچھ نہیں، اور اگر قربانی کی تاریخوں کے بعد ملے تو اس کا زندہ صدقہ کر دینا لازم ہے۔ **مسئلہ**: ذبح کرنے کی جگہ گرہ اور گڑھے کے درمیان میں سے ذبح میں چار رگیں نرخرہ اور اس کے اوپر والی رگ اور آس پاس کی دونوں رگیں کاٹنا چاہئیں اگر ان میں سے تین رگیں بھی کٹ جائیں تو ذبح درست ہوگا ورنہ نہیں۔ **مسئلہ**: قربانی کے جانور کو کرایہ پر دینا یا اس پر سوار ہونا، اس کا دودھ یا اُون اپنے صرف میں لانا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر اُون یا دودھ ذبح سے پیشتر نکالے تو فقراء پر صدقہ کرنا لازم ہے۔ **مسئلہ**: ذبیحہ صحیح العقیدہ مسلمان کا شریعت کے مطابق "بِسْمِ

"اللہِ اللّٰہُ اَکْبَرْ" کہہ کر درست ہو گا کسی بد مذہب مرتد کا ذبیحہ درست نہیں اگر چہ وہ بسم اللہ کہے۔[16] **مسئلہ**: اگر کوئی مسلمان قصداً "بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَرْ" کہنا چھوڑ دے تو اس کا ذبیحہ حرام ہو جائے گا۔ اگر بھول کر چھوٹ جائے تو جائز ہو گا۔[17] **مسئلہ**: اگر کسی نے بھول کر ذبح کرنا شروع کیا تو جب یاد آئے فوراً "بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَرْ" پڑھ لے ذبح کے لیے بالغ ہونا شرط نہیں جو سمجھدار بچہ ذبح کرنا جانتا ہو اور عورت، لونڈی، غلام اور وہ جس کا ختنہ نہ کیا گیا ہو سب کا ذبیحہ جائز ہے۔

کن جانوروں کی قربانی جائز اور کن کی جائز نہیں

چھ قسم کے جانوروں کی قربانی جائز ہے۔

(۱) اونٹ (۲) گائے (۳) بھینس (۴) دنبہ (۵) بھیڑ (۶) بکری

نر و مادہ ہر ایک کی قربانی جائز ہے۔

مسئلہ: کسی جنگلی جانور کی قربانی جائز نہیں۔ جو بچہ کسی جنگلی اور پالتو جانور سے مل کر پیدا ہوا وہ اپنی ماں کے تابع ہے۔ یعنی اگر اس کی ماں ان چھ قسم کے جانوروں میں ہے تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں۔ اونٹ پانچ سال سے کم اور گائے بھینس دو سال

16 عالمگیری
17 عالمگیری

سے کم کی قربانی جائز نہیں۔ بھیڑ، دنبہ، کھیرا چھ ماہ کا بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ سال بھر والے کے برابر معلوم ہوتا ہو۔ ورنہ ناجائز ہے۔ **مسئلہ**: عیب والے جانور کی قربانی درست نہیں مثلاً اندھا، کانا اتنا کانا کہ مذبح پر نہ پہنچ سکتا ہو۔ جس کے پیدائشی کان نہ ہوں ایک تہائی کان کٹا ہو یا تہائی چکی کٹی ہو، یا پیدائشی دم نہ ہو۔ یا سینگ جڑ سے ٹوٹا ہو جس کا پستان کٹا ہو یا دوا وغیرہ سے خشک ہو گیا ہو۔ یا ایسا دیوانہ ہو کہ چارہ نہ کھا سکتا ہو۔ ایسا بوڑھا یا بیمار جو بہت دبلا ہو گیا ہو جو نجاست کے علاوہ اور کچھ نہ کھاتا ہو، جس کے اکثر دانت گر گئے ہوں کہ چارہ کھانا دشوار ہو۔ مذکورہ بالا کل جانوروں کی قربانی درست نہیں۔ **مسئلہ**: اگر کسی مالدار کا جانور خریدنے کے بعد عیب دار ہو گیا ہو تو اس کو دوسرا اچھا خرید کر قربانی کرنا واجب ہے۔ فقراء کو وہی کافی ہے۔ **مسئلہ**: ذبح کرتے وقت اگر کوئی عیب پیدا ہو جائے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں قربانی جائز ہے۔ **مسئلہ**: خصی اور جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں یا ٹوٹے ہوئے ہوں۔ مگر جڑ سے نہ ٹوٹے ہوں۔ جس کو معمولی خارش ہو، گوشت خراب نہ ہوا ہو، جو دیوانہ ہو مگر چارہ کھالیتا ہو، جو معمولی لنگڑا ہو مگر چل سکتا ہو۔ جس کے کچھ دانت ٹوٹے ہوں مگر چارہ کھالیتا ہو، جس کا کان یا دم یا چکی تہائی سے کم کٹی ہو۔ جس کے کان پیدائشی چھوٹے ہوں، جس کی پیدائشی چکی نہ ہو۔ کھیرا دنبہ جب کہ سال بھر والے کے برابر معلوم ہوتا ہو۔ **مسئلہ**: (خواہ واجب ہو یا نفلی ہو) اگر کوئی صرف گوشت کھانے کی نیت سے

شریک ہو گا تو کسی کی قربانی جائز نہ ہو گی۔ بھیڑ، بکری، دنبہ صرف ایک آدمی کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ مسئلہ: بکرا، بکری ایک سال کا پورا ہونا ضروری ہے البتہ دنبہ اگر اتنا فربہ (موٹا تازہ) اور تیار ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو تو وہ بھی جائز ہے گائے، بھینس، دو سال کی، اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ مسئلہ: اگر جانوروں کا فروخت کرنے والا عمر پوری بتاتا ہے اور ظاہر حالت میں اس کے بیان کی تکذیب نہیں ہوتی تو اس پر اعتماد کرنا جائز ہے۔ مسئلہ: جس جانور کے سینگ پیدائشی طور پر نہ ہوں یا بیچ میں سے ٹوٹ گیا ہو۔ اس کی قربانی درست ہے ہاں سینگ جڑ سے اکھڑ گیا ہو جس کا اثر دماغ پر ہونا لازم ہے تو اس کی قربانی درست نہیں۔[18] مسئلہ: اندھے، کانے، لنگڑے جانور کی قربانی درست نہیں اسی طرح ایسا مریض اور لاغر جانور جو قربانی کی جگہ تک اپنے پاؤں سے چل کر نہ جاسکے اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔[19] مسئلہ: جس جانور کے کان یا دم یا چکی تہائی سے زیادہ کٹے ہوں تو اس کی قربانی جائز نہیں۔ مسئلہ: جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں تو اس کی قربانی جائز نہیں۔ اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر بالکل نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں یونہی اگر ایک کان نہ ہو تو پھر بھی جائز نہیں۔[20] مسئلہ: اگر جانور صحیح و سالم

18فتاوی شامی
19در مختار
20فتاوی شامی

خریدا تھا پھر اس میں کوئی عیب مانع قربانی پیدا ہو گیا۔ تو اگر خریدنے والا غنی نہیں تو اس کے لیے عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے اور اگر یہ شخص غنی ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس جانور کے بدلے دوسرے جانور کی قربانی کرے۔[21] مسئلہ: جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں تو گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے۔ اندازہ سے تقسیم نہ کریں۔ مسئلہ: قربانی کا گوشت فروخت کرنا حرام ہے۔ مسئلہ: ذبح کرنیوالے کی اجرت میں گوشت یا کھال دینا جائز نہیں اجرت علیحدہ دینی چاہیے۔

قربانی کے جانوروں کی عمریں

اونٹ پانچ سال کا، گائے دو سال کی، بکری اور بھیڑ ایک سال کی، اس سے کم عمر ہو تو قربانی جائز نہیں زیادہ ہو تو بہتر ہے۔ ہاں دنبہ چھ ماہ کا اگر دور سے دیکھنے میں سال کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

قربانی کا سنت طریقہ

ذبح سے پیشتر چھری تیز کی جائے جانور کو چارہ پانی رکھا جائے قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کی جائے۔ اگر ذبح کرنا نہ جانتا ہو تو دوسرے سے ذبح کرائے مگر خود موجود رہے۔ اور

21در مختار

اپنے بال بچوں کو بھی پاس کھڑا کرے کہ وہ قیامت میں گواہی دیں گے۔ جانور کو قبلہ رخ لٹا کر یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ لَكَ وَمِنْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔

اسے پڑھ کر ذبح کر دے قربانی اپنی طرف سے ہو تو ذبح کے بعد یہ دعا پڑھے:۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَحَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ ﷺ

قربانی کے گوشت کا مصرف

قربانی کا گوشت خود کھائے، دوستوں کو کھلائے اور مستحب یہ ہے کہ تیسرا حصہ فقراء اور مساکین کو تقسیم کرے۔

قربانی کا گوشت یا کھال قصاب وغیرہ کو اجرت میں دینا جائز نہیں۔ نہ دونوں چیزوں کو داموں سے فروخت کرنا جائز ہے۔ اگر کسی نے گوشت یا کھال داموں سے فروخت کی تو اس کی قیمت صدقہ کرنا لازم ہے۔ اپنے صرف میں لانا جائز نہیں، گوشت اور کھال

مالدار اور فقراء ہر ایک کو دینا لینا جائز ہے۔ قربانی کا گوشت اور کھال، کسی غیر مسلم کو دینا جائز نہیں، نہ کسی بدمذہب کو۔

نماز پڑھ کر قربانی کرنا

قرآنِ کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝۲ [22]

"تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو"

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں نماز پڑھنے کا حکم پہلے ہے اور قربانی کا حکم بعد میں۔ جس میں اشارہ ہے کہ نمازِ عید پہلے پڑھی جائے اور قربانی بعد میں کی جائے۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا: آج کے دن جو کام ہم نے پہلے کرنا ہے وہ نماز ہے اس کے بعد قربانی کرنا ہے جس نے ایسا کیا وہ میری سنت کو پہنچا اور جس نے پہلے ذبح کیا وہ گوشت ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کے لیے پہلے ہی سے کر لیا۔ نسک یعنی قربانی سے اس کا کچھ تعلق نہیں۔

مسئلہ: شہر میں قربانی کی جائے تو شرط یہ ہے کہ نماز ہو جائے۔ لہذا نمازِ عید سے پہلے شہر میں قربانی نہیں ہو سکتی۔ اور دیہات میں چونکہ نمازِ عید نہیں ہے۔ یہاں طلوعِ فجر

---

22 الکوثر، ۲

کے بعد سے ہی قربانی ہو سکتی ہے اور دیہات میں بہتر یہ ہے کہ بعد طلوعِ آفتاب قربانی کی جائے اور شہر میں بہتر یہ ہے کہ عید کا خطبہ ہو چکنے کے بعد قربانی کی جائے۔[23]

یعنی نماز ہو چکی ہے اور ابھی خطبہ نہیں ہوا اس صورت میں قربانی ہو جائے گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ:** یہ جو شہر و دیہات کا فرق بتایا گیا یہ مقامِ قربانی کے لحاظ سے ہے قربانی کرنے والے کے اعتبار سے نہیں یعنی دیہات میں قربانی ہو تو وہ وقت ہے اگرچہ قربانی کرنے والا شہر میں ہو۔ اور شہر میں ہو تو نماز کے بعد ہو اگر جس کی طرف سے قربانی ہے وہ دیہات میں ہو۔ لہذا شہری آدمی اگر یہ چاہتا ہے کہ صبح ہی نماز سے پہلے قربانی ہو جائے تو جانور دیہات میں بھیج دے۔[24] **مسئلہ:** اگر شہر میں متعدد جگہ عید کی نماز ہوتی ہو تو پہلی جگہ ہو چکنے کے بعد قربانی جائز ہے یعنی یہ ضروری نہیں کہ عید گاہ میں نماز ہو جائے تب ہی قربانی کی جائے بلکہ کسی مسجد میں ہو گئی اور عید گاہ میں نہ ہوئی تب بھی ہو جائے گی۔

23 عالمگیری
24 درمختار

اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرے

بہتر یہ ہے کہ اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اگر اچھی طرح ذبح کر سکتا ہو۔ امام بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھے سینگ والے اپنے دست مبارک سے ذبح کئے اور بِسْمِ اللہ و اللہُ أَکْبَر کہا۔ کہتے ہیں اور اگر اچھی طرح ذبح کرنا نہ جانتا ہو تو دوسرے سے ذبح کروالے مگر اس صورت میں بہتر یہ کہ وقت قربانی خود بھی حاضر ہو۔

قربانی کی استطاعت نہ رکھنے والے کے لیے حکم

جو شخص قربانی کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اس کے لیے حکم ہے کہ وہ اپنے بال کٹوائے اور ناخن ترشوائے تو اسے قربانی کے عمل کا ثواب ملے گا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: "ایک شخص عرض گزار ہوا کہ اگر مجھے کچھ میسر نہ آئے تو سوائے اس اونٹنی یا بکری وغیرہ کے جو دودھ پینے کے لیے عاریتاً یا کرائے پر ملی ہو تو کیا اسی کی قربانی پیش کر دوں؟ فرمایا نہیں لیکن تم اپنے بال کتراؤ،

ناخن کاٹو، مونچھیں پست کرو اور موئے زیرِ ناف صاف کرو اللہ کے نزدیک بس یہی تمہاری قربانی ہے۔"[25]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ذبح کے دن دو مینڈھے سینگ والے خصی ذبح کئے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ فرمایا کہ الٰہی! یہ میری طرف سے ہے اور یہ میری امت میں سے اس کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی۔[26]

ابو داؤد و نسائی شریف کی حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے یوم اضحیٰ کا حکم دیا گیا اس دن کو خدا نے اس امت کے لیے عید بنایا۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ بتایئے اگر میرے پاس میحۃ کے سوا کوئی جانور نہ ہو تو کیا اسی کی قربانی کروں۔ فرمایا نہیں ہاں تم اپنے بال اور ناخن اور مونچھیں ترشواؤ اور موئے زیر ناف کو مونڈو اسی میں تمہاری قربانی خدا کے نزدیک پوری ہو جائے گی۔ یعنی جس کو قربانی کی توفیق نہ ہو اسے ایسا کرنے سے قربانی کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔

25.ابو داؤد، السنن، کتاب الضحایا، باب ماجاء فی ایجاب الأضاحی، 3، 3، رقم : 2789

26. سنن ابن ماجہ، ابواب الاضاحی باب اضاحی رسول اللہ

حضور ﷺ کی طرف سے قربانی

حضرت حنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو مینڈھے ذبح کرتے دیکھا۔ میں نے دریافت کیا کہ دو مینڈھے ذبح کرنے کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے نبی کریم ﷺ نے وصیت فرمائی ہے کہ میں آپ ﷺ کی طرف سے قربانی کیا کروں تو میں آپ کی طرف سے قربانی کر رہا ہوں۔

نوٹ: اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اصحاب قبور کی طرف سے (پیر و مرشد یا والدین یا اور کوئی) قربانی کرنی جائز ہے۔

قربانی کن پر فرض ہے

قربانی ہر ایسے مسلمان، عاقل، بالغ، مقیم پر واجب ہوتی ہے جس کی ملک میں ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجات اصلیہ سے زائد موجود ہو، یہ مال خواہ سونا چاندی یا اُن کے زیورات ہوں یا مالِ تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ (رہائشی) مکان سے زائد کوئی مکان وغیرہ ہو۔[27]

27فتاوی شامی،

قربانی کے معاملے میں اس مال مذکور پر سال گزرنا بھی شرط نہیں۔[28] **مسئلہ:** قربانی کی عبادت صرف تین دن کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرے دنوں میں قربانی کی کوئی عبادت نہیں اور قربانی کے دن ذی الحجہ کی دسویں، گیارہویں اور بارہویں تاریخیں ہیں۔ ان میں جب چاہے قربانی کر سکتا ہے۔ البتہ پہلے دن کرنا افضل ہے

قربانی کے بدلہ میں صدقہ وخیرات

اگر قربانی کے دن گزر گئے ناواقفیت یا غفلت یا کسی عذر سے قربانی نہیں کر سکا تو قربانی کی قیمت فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ لیکن قربانی کے تین دنوں میں جانور کی قیمت صدقہ کر دینے سے یہ واجب ادا نہ ہو گا۔ ہمیشہ گنہگار رہے گا۔ کیونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے جیسے نماز پڑھنے سے روزہ اور روزہ رکھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی۔ ایسے ہی صدقہ و خیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی قربانی عید گاہ (مدینہ) کے پاس ذبح کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ حضور انور ﷺ کا طریقہ مبارکہ بھی یہی تھا۔[29]

28ایضاً
29ابوداؤد، ابن ماجہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک قربانی کی اتنی اہمیت اور عظمت تھی کہ بیماری وغیرہ کے باعث اگر نمازِ عید میں شرکت نہ کر سکتے تو اس حال میں بھی قربانی فوت نہیں ہونے دیتے تھے۔ چنانچہ حضرت نافع تابعی اپنے استاد گرامی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ ایک بار حضرت بیمار ہوئے اور تکلیف اتنی زیادہ تھی کہ نمازِ عید کے لیے عید گاہ تک تشریف نہ لے جا سکتے تھے۔ استاد گرامی نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے لیے ایک مینڈھا خریدوں اور پھر اسے عید گاہ کے پاس آپ کی طرف سے ذبح کروں چنانچہ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور ذبح کے بعد وہ جانور آپ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔30

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم حضور ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ قربانی کے دن آ گئے۔ چنانچہ ہم نے دس دس نے اونٹ میں اور سات سات نے گائے میں شریک ہو کر قربانی ادا کی۔31

نوٹ: بعد میں دس کا حکم منسوخ ہو گیا۔ اب اونٹ کی قربانی میں بھی سات ہی آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔

30موطا امام مالک
31نسائی، ترمذی، مشکوۃ، ابن ماجہ

حضرت سہل رضی اللہ عنہ قربانی کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ کنا نسمن الاضحیة بالمدینة وکان المسلمون فیسمون32

ہم (صحابہ) مدینہ منورہ میں قربانی کے جانور کو کھلا پلا کر خوب فربہ کر لیا کرتے تھے اور عام مسلمانوں کا بھی یہی طرز عمل تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ قربانی کے گوشت کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ استعمال بیان کرتے ہیں۔ ہم حضور ﷺ کے زمانہ میں قربانیوں کا گوشت جمع کر کے رکھ لیا کرتی تھیں اور کافی دنوں تک استعمال کرتے رہتے تھے۔

خود حضور نبی اکرم ﷺ نے قربانی کا گوشت عید کے بعد کئی دنوں تک تناول فرمایا ہے۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ہم حضور انور ﷺ کے لیے نمک لگا کر قربانیوں کا گوشت خشک کر کے رکھ لیا کرتے تھے اور حضور ﷺ مہینہ مہینہ تک وہ گوشت استعمال فرماتے رہتے تھے۔ 33

حضرت محمد بن سیرین تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا قربانی واجب ہے؟

قال ضحی رسول اللہ ﷺ والمسلمون من بعدہ وجرت بہ السنة[34]

32بخاری
33نسائی، کتاب الضحایا
34ابن ماجہ، ابواب الاضاحی

آپ نے فرمایا حضور ﷺ نے ہمیشہ قربانی ادا کی اور آپ کے بعد والے مسلمانوں نے قربانی کی اور آج تک پوری آب و تاب سے قربانی کی، یہ یادگار قائم و دائم ہے۔

عشرہ ذوالحجہ کے فضائل

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے عشرہ ذوالحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں۔ ان میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات میں عبادت کرنا شب قدر کی عبادت کے برابر ہے 35

قرآن مجید میں سورہ والفجر میں اللہ تعالیٰ نے دس راتوں کی قسم کھائی ہے، وہ دس راتیں جمہور کے قول کے مطابق یہی عشرہ ذی الحجہ کی راتیں ہیں۔ خصوصاً نویں تاریخ یعنی حج کا دن اور نویں اور دسویں کی درمیانی رات، ان تمام دنوں میں بھی خاص فضیلت رکھتے ہیں۔ نویں ذوالحجہ کا روزہ رکھنا ایک سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ کا کفارہ ہے اور عید کی رات میں بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہنا بہت بڑی فضیلت اور ثواب کا موجب ہے۔

35ترمذی، وابن ماجہ

تکبیر تشریق

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

نویں ذی الحجہ کی صبح سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد باآواز بلند ایک مرتبہ مذکور تکبیر پڑھنا واجب ہے اور تین بار افضل۔

عیدالاضحیٰ کی سنتیں

- غسل کرنا
- مسواک کرنا
- خوشبو لگانا
- نئے کپڑے پہننا
- عیدگاہ کو پیدل جانا
- قبل از نماز کچھ نہ کھانا
- مصافحہ و معانقہ

عید کے دن ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ و معانقہ کرنا سنت ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اللہ تعالیٰ اس پر سو(100) رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ ایک اس پر جس نے مصافحہ کیا اور ننانوے اس پر جس نے پہلے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

قربانی کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت

قربانی کرنے والے کے لئے مستحب یہ ہے کہ عید کے دن قربانی سے پہلے کچھ نہ کھائے بلکہ قربانی ہی کے گوشت میں سے کھانے کا اہتمام کرے مگر یہ روزہ نہیں ہو گا نہ ہی اس دن روزہ کی نیت کرنا جائز ہے کیونکہ عید کے تین دن روزہ رکھنا حرام ہے۔ البتہ پہلی سے نویں تک کے روزے بہت افضل ہیں اور سب نفلی روزوں میں بہتر روزہ عرفہ (نویں ذوالحج) کے دن کا روزہ ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جن دنوں میں رب کی عبادت کی جاتی ہے ان میں سے کوئی دن عشرہ ذی الحجہ سے زیادہ پسندیدہ نہیں ان میں سے ہر دن کا روزہ سال کے روزوں اور ہر رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔"[1]

نمازِ عید

نماز عید ہر عاقل، بالغ، مقیم، تندرست پر شہر میں واجب ہے۔ جمعہ و عیدین کی صحت کی شرائط ایک ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ جمعہ کا خطبہ فرض ہے اور قبل از نماز پڑھا

1 ترمذی، السنن، ابواب الصوم، باب ما جاء في العمل أيام العشر، 122، رقم : 758

جاتا ہے۔ اور عیدین کا خطبہ واجب ہے اور نماز کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ نماز کا وقت طلوع آفتاب کے بعد سے ایک نیزہ بلند ہونے سے لیکر زوال تک ہے اگر زوال کا وقت آگیا تو نماز باطل ہو گئی۔

نمازِ عید پڑھنے کا طریقہ

نیت کرتا ہوں میں دو رکعت نماز عید الاضحیٰ واجب ساتھ چھ زائد تکبیروں کے خاص اللہ تعالیٰ کے لیے بندگی اللہ تعالیٰ کی، منہ میرا قبلہ شریف کی طرف پیچھے اس امام کے " اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ " یہ کہہ کر ہاتھ زیر ناف باندھ لیں اور " سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ تا وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ " پڑھ کر امام کے ساتھ " اَللّٰہُ اَکْبَرُ " کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیں، اس طرح تین تکبیریں کہیں اور تینوں تکبیروں میں ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور تیسری مرتبہ ہاتھ باندھ لیں۔ اب امام قرأت کرے گا اور مقتدی خاموشی سے سنیں گے اور حسب دستور پہلی رکعت کا رکوع سجود کر کے دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو جائیں اور ہاتھ باندھ لیں۔ اب امام قرات کرے گا اور قرات کے بعد امام تین تکبیریں کہے گا اور تینوں تکبیروں میں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دیں پھر بغیر ہاتھ اٹھائے چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں اور باقی نماز حسب دستور پوری کریں۔ نماز کے بعد امام خطبہ پڑھے گا، سب خاموشی سے سنیں اور خطبہ کے بعد دعا مانگیں۔

نمازِ عید کے بعد گلے ملنے کا بیان

عیدین کے بعد معانقہ (گلے ملنا) اگر بطور اظہار محبت اور تعظیم کے ہو تو بالاجماع نہ صرف جائز بلکہ باعث ثواب ہے۔ اس کے جواز پر احادیث کثیرہ بطور دلیل موجود ہیں نیز معانقہ کو سفر سے واپسی کے ساتھ مشروط کرنا درست نہیں ہے جیسا کہ منکرین کا باطل دعویٰ ہے۔ جس طرح حضور نبی اکرم ﷺ سے سفر سے واپسی پر معانقہ کرنا ثابت ہے اسی طرح سفر سے واپسی کے علاوہ دیگر مواقع پر معانقہ کرنا بھی ثابت ہے۔ جو لوگ اسے بدعت کہہ کر مسلمانوں کو روکنے کے درپے ہیں وہ حقیقت میں اپنے بڑوں کی غلط تشریح و تعبیر کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کو اپنے نبی اکرم ﷺ کی سنت کو زندہ کرنے سے روکنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ احادیث ملاحظہ فرمائیں جن میں سفر سے واپسی کے علاوہ دیگر مواقع پر حضور نبی اکرم ﷺ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے گلے ملنا ثابت ہے۔

حدیث نمبر 1: حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ (جو کہ اس حدیث کے راوی ہیں) فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے معانقہ کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ پہلی امتوں کا سلام اور اچھی دوستی کا ذریعہ ہے۔ بے شک سب سے پہلے معانقہ کرنے والے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں۔[2]

2 مسند الفردوس

حدیث نمبر2: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار سید عالم ﷺ حضرت بی بی بتولِ زہرا رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو بلایا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھیجنے میں کچھ دیر کی، میں (حضرت ابوہریرہ راوی) سمجھا انہیں ہار پہناتی ہوں گی یا نہلا رہی ہوں گی، اتنے میں امام حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے، گلے میں ہار تھا۔ حضور ﷺ نے دست مبارک بڑھائے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر امام حسن رضی اللہ عنہ نے بھی ہاتھ پھیلائے یہاں تک کہ ایک دوسرے کو لپٹ گئے حضور ﷺ نے گلے لگا کر دعا کی۔ الٰہی میں اسے دوست رکھتا ہوں تو اسے دوست رکھ اور جو اسے دوست رکھے تو اس کو بھی دوست رکھ۔[3]

حدیث نمبر3: حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرا ہاتھ پکڑ کر ایک ران پر مجھے بٹھا لیتے اور دوسری ران پر امام حسین رضی اللہ عنہ کو اور ہمیں "لپٹا لیتے" پھر دعا فرماتے۔ الٰہی! میں ان پر رحم کرتا ہوں تو بھی ان پر رحم فرما۔[4]

حدیث نمبر4: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے مجھے سینے سے لپٹایا پھر دعا فرمائی الٰہی اسے حکمت سکھادے۔[5]

3بخاری ومسلم
4بخاری ومسلم
5بخاری

حدیث نمبر5: ایک بار دونوں صاحبزادے حضور اقدس ﷺ کے پاس آپس میں دوڑ کرتے ہوئے آئے حضور ﷺ نے دونوں کو لپٹا لیا۔[6]

حدیث نمبر6: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ آقا ﷺ کو اپنے اہل بیت میں زیادہ کون پیارا ہے؟ فرمایا: حسن اور حسین اور حضور ﷺ دونوں صاحبزادوں کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بلوا کر سینے سے لگاتے اور ان کی خوشبو سونگھتے۔[7]

حدیث نمبر7: حضرت اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس اثناء میں کہ وہ باتیں کر رہے تھے اور ان کے مزاج میں مزاح تھا۔ لوگوں کو ہنسا رہے تھے کہ سید عالم ﷺ نے لکڑی ان کے پہلو میں چبھوئی، انہوں نے عرض کی مجھے بدلہ دیجئے۔ فرمایا: لے لو۔ عرض کی حضور ﷺ تو کُرتا پہنے ہوئے ہیں اور میں ننگا تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے کُرتا اُٹھایا انہوں نے حضور ﷺ کو اپنے کنار میں لیا اور مہرِ نبوت کو چومنا شروع کر دیا پھر عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرا یہی مقصود تھا۔[8]

حدیث نمبر8: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو حضور نبی اکرم ﷺ ہمیشہ مصافحہ فرماتے۔ ایک دن مجھے بلانے کے لیے

6مسند امام احمد، راوی حضرت یعلی
7ترمذی
8ابوداؤد

آدمی بھیجا میں گھر میں نہ تھا۔ آیا تو خبر پائی۔ حاضر ہوا، حضور نبی اکرم ﷺ تخت پر جلوہ فرما تھے۔ "گلے سے لگالیا۔" تو یہ اور زیادہ جید اور نفیس تر تھا۔

حدیث نمبر 9: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا حضور ﷺ نے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو "گلے لگایا" اور پیار کیا اور فرماتے تھے میرا باپ نثار اس وحید شہید پر۔[9]

حدیث نمبر 10: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک تالاب پر تشریف لے گئے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر شخص اپنے دوست کی طرف تیرے۔ سب نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ صرف رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیق باقی رہے۔ رسول اللہ ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف تیر کے تشریف لے گئے اور انہیں گلے لگا کر فرمایا، میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن وہ میرا دوست ہے۔[10]

حدیث نمبر 11: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس وقت تم پر وہ شخص چمکے گا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بعد اس سے بہتر و بزرگ تر کسی کو نہ بنایا اور اس کی شفاعت انبیاء علیہم السلام کے مانند ہو گی ہم حاضر

9مسند ابو یعلی
10طبرانی کبیر

ہی تھے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نظر آئے حضور ﷺ کھڑے ہوئے اور صدیق کو پیار کیا اور "گلے لگایا"۔[11]

حدیث نمبر 12: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ساتھ کھڑے دیکھا اتنے میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے حضور ﷺ نے ان سے مصافحہ فرمایا اور گلے لگایا اور ان کے دہن پر بوسہ دیا۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی، کیا حضور ﷺ ابو بکر کا منہ چومتے ہیں؟ فرمایا اے ابو حسن ابو بکر کا مرتبہ میرے یہاں ایسا ہے جیسا میرا مرتبہ میرے رب کے حضور۔ (سیرت حافظ عمر بن محمد ملا)

حدیث نمبر 13: ریاض نضرہ میں اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مطولاً روایت ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ابتدائے اسلام میں اظہار اسلام اور کفار سے حرب و قتال فرمانا، اور ان کے چہرہ مبارک پر ضرب شدید آنا، اس سخت صدمے میں بھی حضور اقدس ﷺ کا خیال رہنا، حضور نبی اکرم ﷺ دار ارقم میں تشریف فرما تھے اپنی ماں سے خدمت اقدس میں لے چلنے کی درخواست کرنا مفصلاً مروی ہے یعنی جب چہل پہل موقوف ہوئی اور لوگ سو رہے ان کی والدہ اُم الخیر اور حضرت فاروق اعظم کی بہن حضرت جمیل رضی اللہ عنہا انہیں لے کر چلیں، بوجہ ضعف دونوں پر تکیہ لگائے تھے یہاں تک کہ خدمت اقدس میں حاضر کیا،

11تاریخ بغداد

دیکھتے ہی "پروانہ وار شمع رسالت پر گر پڑے۔" (پھر حضور ﷺ کو بوسہ دیا) اور صحابہ غایت محبت سے ان پر گرے حضور اقدس ﷺ نے ان کے لئے نہایت رقت فرمائی۔

حدیث نمبر 14: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر فرمایا "عثمان کہاں ہیں؟ عثمان رضی اللہ عنہ بے تابانہ اٹھے اور عرض کی: حضور ﷺ! میں حاضر ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس آؤ پاس حاضر ہوئے حضور اقدس ﷺ نے "سینہ سے لگایا" اور آنکھوں کے بیچ میں بوسہ دیا۔[12]

حدیث نمبر 15: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم چند مہاجرین کے ساتھ خدمت اقدس ﷺ میں حاضر تھے حاضرین میں خلفائے اربعہ و طلحہ و زبیر و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم تھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم میں سے ہر شخص اپنے جوڑ کی طرف اٹھ کر جائے اور خود حضور نبی اکرم ﷺ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف اٹھ کر تشریف لائے ان سے "معانقہ" کیا اور فرمایا تو دنیا و آخرت میں میرا دوست ہے۔[13]

حدیث نمبر 16: حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راویت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے معانقہ کیا اور فرمایا: میں نے اپنے بھائی عثمان سے

12 شرف المصطفیٰ
13 مستدرک للحاکم

معانقہ کیا اور فرمایا میں نے اپنے بھائی سے معانقہ کیا اور جس کا کوئی بھائی ہو اسے چاہیئے کہ اپنے بھائی سے معانقہ کرے۔[14]

حدیث نمبر 17: حضور اقدس ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ عورت کے حق میں سب سے بہتر کیا ہے؟ عرض کی کہ نامحرم شخص اسے نہ دیکھے حضور نے "گلے لگایا اور فرمایا یہ ایک نسل ہے ایک دوسرے سے۔"[15]

مجمع الانھر میں ہے: اگر معانقہ کرنے والے دونوں اشخاص پر کرتا یا جبہ ہو تو یہ معانقہ بالا جماع جائز ہے۔" (یہی بات در مختار، شرح نقایہ وغیرہ میں ہے) اہل سنت کے امام اور احناف کے سردار شیخ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ معانقہ کے جواز و منع دونوں طرح کی حدیثوں میں تطبیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مکروہ وہ معانقہ ہے جو بطور شہوت ہو لیکن نیکی اور اعزاز کے طور کرتا یا جبہ پہنے ہوئے معانقہ ہو تو اس میں حرج نہیں۔[16] غرضیکہ جو مسلمان عیدین کے بعد گلے ملتے ہیں ان کا یہ عمل شریعت محمدیہ کے عین مطابق ہے۔

14 کنز العمال
15 فتاویٰ رضویہ
16 عنایہ شرح ہدایہ
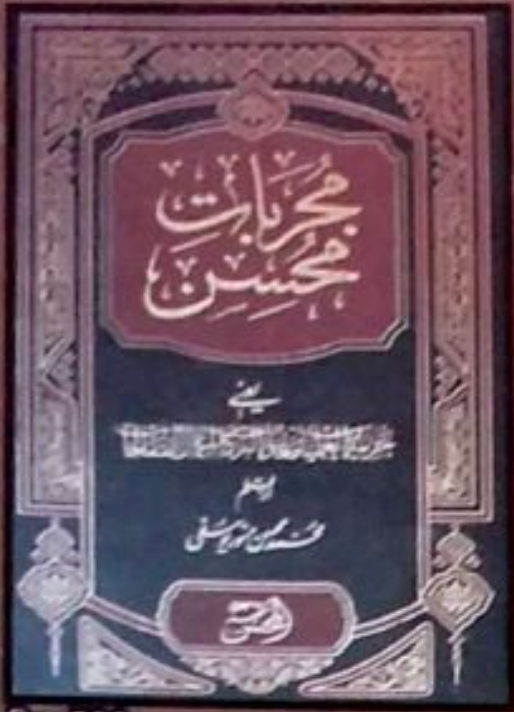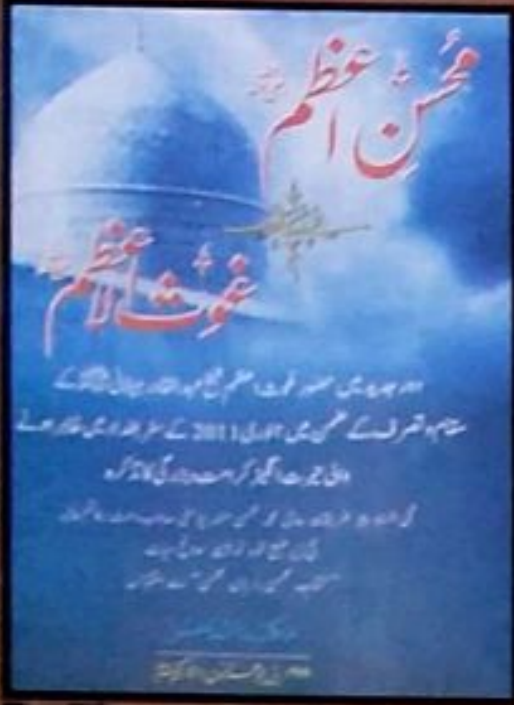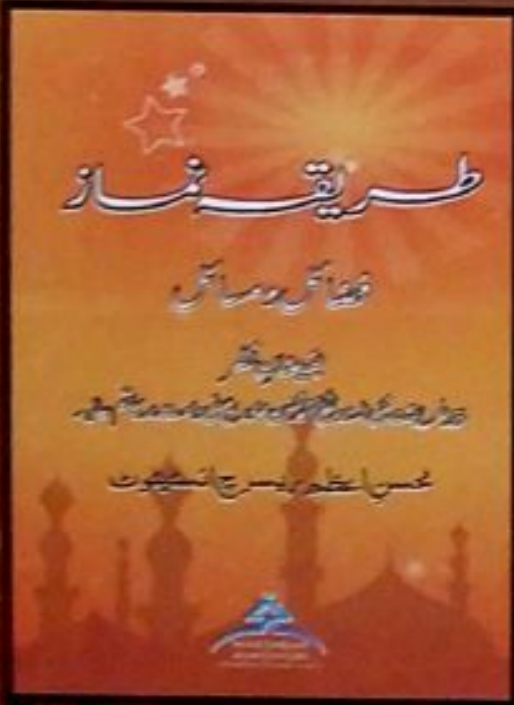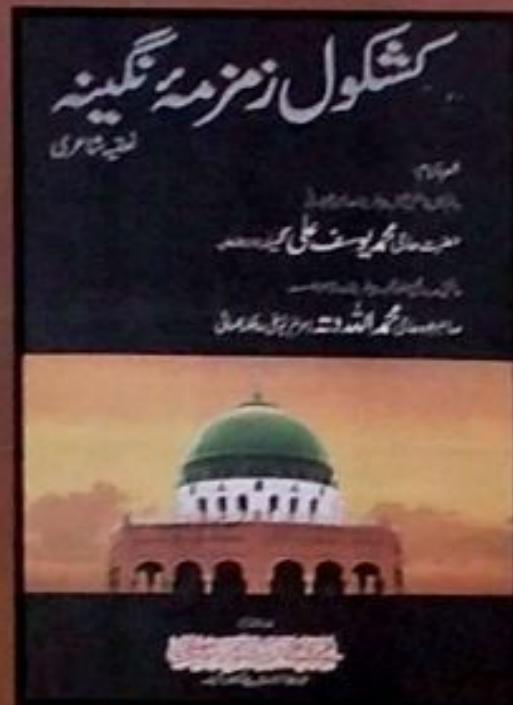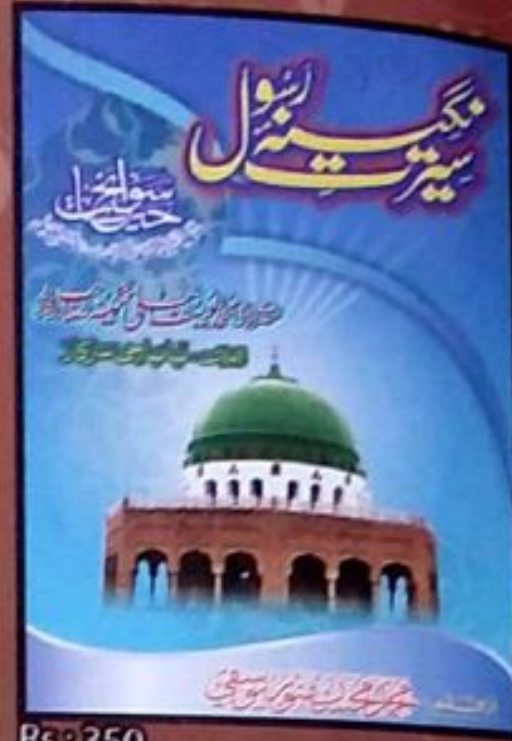
مصادر و مراجع

1. قرآن الکریم
2. ابن ماجہ شریف
3. ابوداؤد شریف
4. احکام القرآن
5. احکام قربانی
6. البدایہ والنہایہ
7. بہار شریعت
8. پیکر رضا
9. تاریخ بغداد
10. تحقیق قربانی
11. ترمذی شریف
12. خزائن العرفان
13. در مختار
14. صحیح بخاری شریف
15. طبرانی کبیر
16. عالمگیری
17. عید قرباں
18. فتاوی رضویہ
19. فتاوی شامی
20. فردوس الاخبار
21. فضائل و مسائل قربانی
22. کنز العمال
23. مستدرک للحاکم
24. مسلم شریف
25. مسند ابو یعلی
26. مسند الفردوس
27. مسند امام احمد بن حنبل
28. مشکوٰۃ شریف
29. موطا امام مالک
30. نسائی شریف